

## 75307-بچے اور بھون کے مال میں زکاۃ کا وجوب

سوال

کیا چھوٹے بچے کے مال میں زکاۃ فرض ہوتی ہے، حالانکہ وہ ملکت نہیں ہے؟

پسندیدہ جواب

حضور علماء کرام کے ہاں چھوٹے بچے اور بھون کے مال میں زکاۃ فرض ہے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے، اور انہوں نے مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

1- اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

[(ان کے مال میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ ان کے مالوں کو پاک صاف کر دیں)]۔ التوبۃ(103)۔

لہذا مال میں زکاۃ واجب ہے، اور یہ مالی عبادت ہے جب اس کی شروط پائی جائیں تو یہ فرض ہو جاتی ہے، مثلاً نصاب اور سال پورا ہو جانا۔

2- جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہنہ کیا تو انہیں فرمایا:

"تم انہیں یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال میں زکاۃ فرض کی ہے، جو ان کے مالدار اور غنی لوگوں سے لے کر ان کے فقراء اور مساکین کو لوٹانی جائے گی"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1395)۔

تو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالدار اور غنی کے مال میں زکاۃ فرض کی، اور یہ اپنے عموم کے اعتبار سے چھوٹے بچے اور بھون اس میں شامل ہیں، اگر ان کے پاس مال ہو تو زکاۃ فرض ہو گی۔

3- امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا:

"خبردار اجوکوئی بھی کسی یقین کی پورش کا ذمہ دار بنے اور اس یقین کا مال ہو تو اسے اس مال کے ساتھ تجارت کرنی چاہیے، تاکہ اسے زکاۃ ہی نہ ختم کھا جائے"

سنن ترمذی حدیث نمبر (641) یہ حدیث ضعیف ہے، امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسے الجموع (5/301) میں اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ضعیف ترمذی میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

اور یہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ثابت ہے، اسے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایضاً (4/178) میں روایت کیا ہے، اور اس کی سند کو صحیح کہا ہے، اور امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے الجموع میں ان کی تصحیح کا اقرار کیا ہے۔

4- اور اسی طرح یہ علی اور ابن عمر، اور عائشہ، اور حسن بن علی، اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسلک ہے کہ بچے کے مال میں زکاۃ واجب نہیں، جیسا کہ اس پر باقی ساری عبادات واجب نہیں ہیں؛ مثلاً نماز روزہ، لیکن انہوں نے اس پر فطرانہ اور کھیت کی زکاۃ واجب کی ہے۔

اور جمصور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ:

بچے پر نماز اور روزہ اس لیے فرض نہیں کہ یہ بدفنی عبادات ہیں، اور بچے کا بدن اس کا متحمل نہیں ہے، لیکن زکاۃ مالی حق ہے، اور مالی حقوق بچے پر واجب ہیں، جیسا کہ اگر انسان کا مال ضائع ہو جائے تو اس کے مال میں سے اس کا نقصان پورا کرنا ہو گا، اور جیسا کہ رشتہ داروں کے نقطہ کی طرح اگر اس کی شروط پوری ہوں تو ان پر نقطہ کرنا واجب ہے۔

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

بچے پر فطرانہ اور کھیت کی زکاۃ اور باقی سارے مال مثلاً سونا، چاندی اور نقدی کی زکاۃ کے وجوہ میں کوئی فرق نہیں، جیسے اس پر کھیت میں زکاۃ واجب ہے اسی طرح اس کے سارے اموال میں زکاۃ واجب ہے اور کوئی فرق نہیں۔

اور جھوٹے بچے اور مجنون کا ولی ان دونوں کے مال سے زکاۃ نکالنے کا ذمہ دار ہے، اور وہ اس سلسلے میں بچے کی بلوغت کا انتظار نہیں کرے گا۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالیٰ "المعنی" میں کہتے ہیں :

"جب یہ مقرر ہو چکا تو یعنی بچے اور مجنون کے مال میں زکاۃ واجب ہونا تو بچے اور مجنون کا ولی ان دونوں کے مال سے زکاۃ ادا کرے گا؛ کیونکہ زکاۃ فرض ہے اور اس کا ادا کرنا واجب ہے، جس طرح بالغ کی زکاۃ ادا کرنا واجب ہے، اور اس پر زکاۃ کی ادائیگی میں اس کا ولی بچے اور مجنون کا قائم مقام ہو گا، اور اس لیے بھی کہ یہ مجنون اور بچے پر واجب حق ہے، تو ولی کے ذمہ ہے کہ وہ ان دونوں کی طرف سے زکاۃ ادا کرے، جس طرح رشتہ داروں کا نقطہ ہوتا ہے۔ انتہی"

اور امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ الجمیع میں لکھتے ہیں :

ہمارے نزدیک بچے اور مجنون کے مال میں بغیر کسی اختلاف کے زکاۃ واجب ہے، اور ان دونوں کے مال سے ولی کو زکاۃ ادا کرنی واجب ہے، جیسے ان دونوں کے مال سے تلف شدہ کا نقصان پورا کیا جاتا ہے، اور رشتہ داروں کا نقطہ دیا جاتا اور اس کے علاوہ ان کے دوسرا سے حقوق پورے کیے جاتے ہیں۔

اگر ولی زکاۃ نہیں نکالتا تو بچے اور مجنون پر بلوغت اور عقل حاصل ہونے کے بعد پچھلی زکاۃ ادا کرنا ہو گی؛ کیونکہ یہ ان کے مال کا حق ہے، لیکن اس کے ولی نے اس کی ادائیگی میں تاخیر کر کے معصیت و نافرمانی کا ارتکاب کیا ہے، لہذا جوان کے ذمہ ہے وہ ساقط نہیں ہو گا" انتہی

دیکھیں : الجمیع (5/302).

ابن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ : بچے پر زکاۃ فرض ہے، لیکن وہ اس کی ادائیگی بلوغت کے بعد کرے گا، اور یہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں، صحیح ثابت نہیں۔

انہیں امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے الجمیع (5/301) میں ضعیف قرار دی ہے۔

شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ سے مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا گیا :

ایک شخص فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے مال اور یتیم بچے سو گوارچ چھوڑے، تو کیا اس مال میں زکاۃ واجب ہو گی؟

اور اگر اس میں زکاۃ واجب ہے تو اس کی ادائیگی کون کرے گا؟

تو شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب تھا:

"یتیم بچوں کے مال میں زکاۃ واجب ہے چاہے وہ نقدی ہو یا تجارتی سامان، اور جو پائے اور غلم و پھل جن میں زکاۃ واجب ہوتی ہے، اور یتیم کے ولی کو چاہیے کہ وہ اس کے مال سے وقت پر زکاۃ نکالے... اور یتیم کے والد کے فوت ہونے سے ایک سال شمار کیا جائے گا، کیونکہ اس کی موت سے وہ مال یتیم کی ملکیت میں آیا ہے.

اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے۔ انتہی

دیکھیں: فتاویٰ ابن باز (240/14).

اور مستقل فتویٰ کمیٹی کے علماء کرام سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

کیا یتیموں اور مجنونوں کے مال میں زکاۃ واجب ہے؟

تو کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

"یتیموں اور مجنونوں کے مال میں زکاۃ واجب ہے، علی، ابن عمر، بابر بن عبد اللہ، عائشہ، حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ہی قول ہے، اسے ابن منذر رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے.

اور ولی کے ذمہ یہ زکاۃ نکالنی واجب ہے، ان کے اموال میں زکاۃ واجب ہونے کی دلیل کتاب و سنت میں زکاۃ کے دلائل کا عmom ہے.

اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو انہیں بتایا کہ وہ وہاں کے لوگوں کو کیا کہیں گے:

"تم نے انہیں یہ بتانا ہے کہ ان پر زکاۃ ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کے ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی"

اسے محمد بن شین کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے.

اور "الاغنیاء" کے الفاظ چھوٹے اور مجنون کو بھی شامل ہے، جس طرح فقراء کا لفظ چھوٹے اور مجنون کو شامل ہے.

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں یوسف بن ماہک سے بیان کیا ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یتیموں کے مال میں کوشش کرو، کہ کہیں اسے زکاۃ ہی ختم نہ کر دے"

یہ روایت مرسلاً ہے.

اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے موطا میں روایت کیا ہے کہ ان تک پہنچا ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے :

"بیمیوں کے مال کے ساتھ تجارت کرو، تاکہ اسے زکاۃ ختم نہ کر دے"

عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو کہا اور انہیں اس کا حکم دیا تھا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حکم تھا اور اس پر لوگ عمل کرتے تھے، اور اس کے جواز پر اتفاق ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے موطا میں عبد الرحمن بن قاسم عن ابیہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ :

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ میری اور میرے بھائی کی ولی تھیں ہم دونوں ان کی پرورش میں تھے اور وہ ہمارے مال میں سے زکاۃ ادا کیا کرتی تھیں "انتہی

دیکھیں : فتاوی الجمیع الدائمة للجوث العلمیہ والافتاء (410/9).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی سچے اور مجنون کے مال میں زکاۃ کے وجوب کا قول اختیار کیا ہے۔

دیکھیں : الشرح الممتع (14/6).

واللہ اعلم.